فوائدِ مجیدیہ

(عربی کتب کو سمجھنے میں معاون
فوائد)

از افادات

حضرت مولانا مجیداللہ صاحب دامت برکاتہم

(مدرسِ ادارہ معارف القرآن کراچی)

تصحیح

حضرت مولانا عبدالہادی صاحب دامت برکاتہم

(مدرسِ جامعہ خیرالمدارس ملتان)

ترتیب

شہزاد حیدر

پیشِ لفظ

قارئین کرام نے پچھلی مُرَتَّبہ کتاب "خیرالانتباھات" پر
اچھا ردِّ عمل دیا اور اپنے علم دوست ہونے کا ثبوت دیا
جسکی وجہ سے بندہ احقر کو تسلّی ہوئ کہ اِس فتنے کے
دور میں بھی علم کی قدر کرنے والے موجود ہیں۔اسوجہ سے
بندے نے یہ فیصلہ کیا کہ قارئین کی پیاس میں مذید کمی
کی جائے اور ایسا مجموعہ جمع کیا جاۓ جس میں عربی
کتب کو حلّ کرنے کے لیئے فوائدِ مفیدہ جمع کیۓ جائیں جن
کو پڑھ کر قارئین ازخود عربی کتب حلّ کر
سکیں۔
وباللّٰہ التّوفیق و الیه المتاب.
أسئله أن یوّفقني أن اکمل ھذا الکتاب ویجعله نافعاً لطلبة
العلم و زریعة لنجاتنا فی
الآخرة.آمین!
طالبِ دعا: شہزاد حیدر عفیٰ اللّٰہ عنہ۔
٤ ذوالقعدہ ١٤٤٢ھ.
بمطابق ١٥ جون 2021ء۔
جامعہ خیرالمدارس ملتان پاکستان۔

"استاد جی دامت برکاتہم کا مختصر تعارف"

استاد جی ادارہ معارف القرآن کراچی کی حفظ کی پہلی کلاس کے طالب علم تھے۔تقریباً اس وقت کُل دس،بارہ طالب علم تھے اور اُن سب نے بحمد اللہ حفظ مکمل کیا پھر اُستاد جی نے ابتدائی درجات بھی ادارہ میں ہی پڑھے پھر گلشنِ عمر میں مشکوٰۃ تک پڑھا اور بنوری ٹاؤن سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ استاد جی نے تخصص بھی کیا ہوا تھا لیکن مجھے علم نہیں کہ کس مدرسے سے کیا۔
استادجی زمانہ طالبعلمی میں ہی اپنی ذھانت میں بے مثال تھے۔میں نے خود استادجی سے سنا کہ "جب میں بنوری ٹاؤن میں گیا تو وہاں کے ٹاپر طالب علم کشمکش میں آگئے کہ ہماری پوزیشن نہ گرادے"۔استادجی اِسوقت ادارہ معارف القرآن میں تدریس میں مشغول ہیں۔اُستادجی کو پڑھاتے ہوئے تقریباً دس،بارہ سال ہو چکے ہیں۔ حضرت مہتمم صاحب اُنکی مدح کرتےہوئے فرماتے تھے کہ"ہمیں ادارے نے "مجیداللہ" جیسا استاد دیا ہے"۔
اِسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

احقر: شہزاد حیدر

بسم اللہ فی الاوّل والاٰخِروالصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی اٰلہ و صحبہ اجمعین.امّا بعد!

* بامحاورہ ترجمہ کرنے کا طریقہ:.

پہلے فاعل کا ترجمہ کیا جائے پھر مفعول کا اور آخر میں فعل کا جیسے کہ "ضربث ذیدًا" "میں نے ذید کو مارا"۔اور اگر جملے میں فعل کے متعلّقات کا ذکر ہو تو پھر فاعل کے بعد متعلّقات کا ترجمہ کیا جائے پھر مفعول اور پھر فعل کا ترجمہ کیا جائے جیسے کہ "ضربت ذیدًا فی الدار" "میں نے گھر میں ذیدِ کو مارا"۔ اور جیسے "إنّما يخشىٰ الله من عباده العلمٰؤا" "اللّٰہ کے بندوں میں سے صرف علما اللّٰہ سے ڈرتے ہیں"۔ باقی عبارتوں کو اِن پر قیاس کر لیا جائے۔

*بریکٹ کا استعمال:.

"وفی شراء ذمي بخمر او خنزير (والشفيع ذمي)بمثل الخمر وقيمة الخنزير".

یہاں "والشفیع ذمی" کو جب بریکٹ میں نہ ڈالا جائے عبارت مغلق رہتی ہے اور مطلب سمجھنا مشکل ہوتا ہے اس لیے کہ یہ احتمال رہتا ہے کہ "بمثل الخمر" کا تعلق "والشفیع ذمی" سے ہے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ حقیقت میں اسکا تعلق "یضمن" سے ہے جو کہ محذوف ہے۔

*صحیح متعلَق کے چناؤ کا طریقہ:.

بسا اوقات کئ فعل یا معنی فعل کی وجہ سے متعلَق کی پہچان مشکل ہوتی ہے اِس صورت میں جس متعلَق کے ساتھ ترجمہ درست ہو اُسی کے ساتھ جار مجرور کو متعلَق کیا جائے۔

جیسے کہ "ان بعض المتغلّبة قتل کثیرا من اهل الحقّ لعدم قولهم بخلق القرآن".اس عبارت میں اگر "بخلق القرآن"کو "قتل" کے متعلّق کیا جائے تو معنی غلط ہو جائے گا یعنی"قتل کیا خلقِ قرآن کے ذریعے".اور اگر اسکو "قولهم"کے متعلّق کیا جائے تو معنی درست ہوگا یعنی"اُنکے خلقِ قرآن کے قائل نہ ہونے کی وجہ سے".

*لفظِ "ضرورة"کے دو معنے:.

اِس لفظ کا کہیں معنی ہوتا ہے "ضروری طور پر"اور کہیں معنی ہوتا ہے"بدیهی طور پر" لہذا مقام کے لحاظ سے فرق کیا جائے.

*فائده:.

"واَعلم علم الیوم والامس قبله"

یہ مثال تب تک سمجھ میں نہیں آتی جب تک "الامس" پر انگلی نہ رکھ لی جائے.جیسے کہ یوں پڑھا جائے "واعلم علم الیوم و قبلہ" یعنی "قبل الیوم" اب سمجھ آیا کہ "الامس" اور "قبلہ" دونوں کا ایک معنی ہے.

*"ملک" کے مادّہ میں توجیہات باختلاف الاعراب:.

مِلْک:بمعنی ملکیت.

مُلْک:بمعنی سلطنت،بادشاہت.

مَلَکْ:بمعنی "فرشتہ"۔
مَلِکْ:بمعنی بادشاہ۔
*فائدہ:۔
اگر کتاب متن اور شرح والی ہو تو سب سے پہلے متن پڑھا جائے اور اگر ایک ہی مضمون کے دو متن ہوں تو دونوں کو ملا کر پڑھا جائے اِس طرح کتاب سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔مثلاً "وحلّ المثلّث العنبیُّ مشتدًا"یہ ایک متن ہے اور اس سے آگے والا متن یہ ہے"ونبیذالتمروالذبیب الخ" اِس متن سے پہلے اگر پچھلا متن پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ "حلّ" کا تعلق بعد والے متن کے ساتھ بھی ہے۔ خصوصاً شرح جامی میں یہ طریقہ بہت مفید
ہے۔
*فائدہ:۔
"مَا" اور "مَنْ" بیانیہ کے بیان سے پہلے "مِنْ" ہوتا ہے۔ "ما" کے ترجمہ کے بجائے بیان کو "ما" کی جگہ رکھ کر ترجمہ کرنا چاہیے جیسے کہ "انه یستحقّ الحمد فی الدنیا علی ما یعرف بالحُجّة من کمالِه " "اور بیشک وہ دنیا میں حمد کے مستحق ہیں اپنے کمال پر جس کی پہچان دلیل سے
ہوگی"۔
*فائدہ:۔
ہم "فی ما وضع لہ" کے الفاظ تو استعمال کرتے ہیں لیکن اِن میں موجود "ما" موصولہ کی مراد اور "وُضع" کی ضمیر کا مرجع اور اِسی طرح "لہ" کی "ہ" ضمیر کا مرجع بہت کم

لوگوں کو پتہ ہوگا "ما" سے مراد ہے "معنی" اور "وضع" کی ضمیر راجع ہے "لفظ" کی طرف اور "لہ" کی "ہ" ضمیر راجع ہے "ما" موصولہ کی طرف۔ تو معنی یہ ہوگا کہ "اُس معنی میں جس کے لیے لفظ وضع کیا گیا
ہے"۔

*تنبیہ:۔

نکرہ کا ترجمہ "ایک" یا "کوئ ایک" وغیرہ الفاظ سے کیا جائے ورنہ نکرہ لانے کی غرض فوت ہو جائے گی۔ جیسے کہ
"جاءنی رجل" کے ترجمے میں یوں کہا جائے "میرے پاس ایک آدمی آیا"۔

*تنبیہ:۔

اِتیان اور اِیتا کے فرق کو سمجھا جائے۔ اِتیان "ضَرَبَ" سے ہے اَتٰی یأتی بمعنی آنا اور اِیتا باب اِفعال سے ہے اٰتی یُوتِی بمعنی دینا۔

*تنبیہ:۔

اِتیان اور ذھاب کا صِلہ جب "با" ہو تو اِتیان کا ترجمہ "لےآیا" کے الفاظ سے کیا جائے اور ذھاب کا ترجمہ "لے گیا" کے الفاظ سے کیا جائے۔ جیسے کہ "ذھب اللہ بنورھم" "اللہ اُنکے نور کو لے گیا" اور "اَتیتُ بالکتاب" "میں کتاب لے
آیا"۔

*مصدر کے مضاف الیہ کا ترجمہ:۔

مصدر کبھی فاعل کی طرف مضاف ہوتا ہے اور کبھی مفعول کی طرف لہذا مقام کے لحاظ سے فرق کیا جائے۔ جیسے کہ

"ضَرْبُ ذیدٍ" " ذید کا مارنا یا ذید کو مارنا" اور "ضَرْبُ ذیدٍ عمرًا "ذید کا عمرو کو مارنا".

*تنبیہ:۔

فقہ کی کتاب میں بعض اوقات مسئلے کے حکم کو پہلے لکھا جاتا ہے اور صورتِ مسئلہ کو بعد میں۔ فرق کا طریقہ یہ ہے کہ صورتِ مسئلہ پر "فی" داخل ہوتا ہے جیسے کہ "واداء القیمۃ فیما اذا تذوّج علی عبد بغیر عینہ".

*معطوف کی پہچان کا طریقہ:۔

معطوف کو معطوف علیہ (یعنی محتمَل) پر رکھ کر ترجمہ کیا جائے اگر ترجمہ درست ہو تو وہی معطوف علیہ ہوگا ورنہ کوئ دوسرا ہوگا جسکی جگہ پر معطوف کو رکھنے سے ترجمہ درست ہوگا۔ جیسے کہ"یطھر لعموم البلوٰی و اطلاق ما یُروٰی " اِس جملے میں معطوف یعنی "اطلاق ما یروی" کو اگر "عموم البلوٰی" کی جگہ پر رکھا جائے تو معنی درست ہوتا ہے اور عبارت یوں بنتی ہے "یطھر لِاطلاق ما یُروٰی". (مفتی فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

*تنبیہ:۔

سابقہ مثال میں "اطلاق ما یُروٰی" کا عطف "عموم البلوٰی" پر ہے نہ کہ "لِعموم البلوٰی" پر ورنہ لام حرفِ جرّ کا تعلق "اطلاق ما یُروٰی" کے ساتھ نہیں رہے گا اور خلل واقع ہوگا۔

اِسی پر باقی مثالوں کو قیاس کر لیا جائے۔
*اختصار کی غرض سے "واو" اور "اَوْ" کا استعمال:۔
"المطابقة مع اِعتقاد عدم المطابقة او بدون الاِعتقاد اصلاً" یہاں "بدون الاعتقاد اصلا" سے مراد "المطابقۃ بدون الاعتقاد" ہے۔ "او" کی وجہ سے "المطابقۃ" کا تعلق احدالامرین کے ساتھ ہے۔ اور تلویح میں ہے:
"وفی السبا الٰی الایجاد و فی الملائکۃ الی الابقاء ثانیا".
یہاں بھی "ثانیاً" کا تعلق "ایجاد" اور "اِبقا" دونوں کے ساتھ ہے۔
*لطیفہ:۔
ایک بار اُستاد جی مجید اللّٰہ صاحب دامت برکاتہم نے سبق پڑھاتے ہوئے یہ پوچھا کہ اِس فعل کی ضمیر کہاں راجع ہے۔ ہم تلاش کرتے رہے اور جو بھی مرجع بتاتے اُستاد جی تردید فرما دیتے پھر اچانک میرے ذہن میں آیا کہ اِس فعل کا فاعل اسمِ ظاہر ہے میں بول پڑا اور اُستاد جی بھی ہنستے ہوئے بول پڑے۔
اِفعال اور اَفعال میں فرق:۔
اِفعال یہ بابِ اِفعال کے مصدر کا وزن ہے جبکہ

اَفعال یہ فِعْل کی جمع ہے اِن دونوں میں مقام کے لحاظ سے فرق کیا جائے جیسے کہ "لان فی اَکسَابِہ حقًا لہ" میں اَکساب جمع ہے کَسْب کی اور "فی اِحْراقہ حطبًا" میں "اِحراق" مصدر ہے بابِ اِفعال کا۔

*فَعُوْل اور فُعُوْل کے وزن میں فرق:۔

فَعُوْل یہ مبالغے کا صیغہ ہے جیسے کہ "عَلُوْم" اور فُعُوْل یہ جمع کا صیغہ ہے جیسے کہ "عُلُوْم"۔

*تنبیہ:۔

"سائر" کا ترجمہ ہر جگہ "تمام" سے نہ کیا جائے بلکہ بعض جگہوں پر "باقی" سے بھی کیا جائے۔

*تنبیہ:۔

فعلِ مجہول کا ترجمہ اسم مفعول کے ساتھ کیا جائے جیسے کہ "فأُمِرْنا بأَكْلِه" "ہم مامور ہیں اُسکے کھانے پر۔

*فائدہ:۔

ضمیر اور فعل کے نیچے عدد لکھا ہوتا ہے اور وہی عدد مرجع کے نیچے بھی لکھا ہوتا ہے جیسے کہ "یجوز لابن العمَ أن یزوّج بنت عمہ" یہاں کتاب میں "عمّہ" میں "ہ" ضمیر کے نیچے بھی ۲ کا عدد لکھا ہے اور اِسکے مرجع یعنی "اِبْن" کے نیچے بھی ۲ کا عدد لکھا ہے۔ اِس طریقے سے مرجع معلوم کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

*تنبیہ:۔

جار مجرور اکثر خبر واقع ہوتے ہیں لہذا اِنکا ترجمہ خبر والا کیا جائے یعنی "ہے" کے الفاظ کے ساتھ۔ جیسے کہ "الصلوٰة بمنزلة الصوم" "نماز بمنزلہ روزے کے ہے"۔

*فائدہ:۔

جہاں کسی چیز کی اَقسام بیان کی جا رہی ہوں وہاں اقسام کے عنوانات پر ترتیب وار نمبر لگا دیئے جائیں اِس سے دوہرائ میں آسانی ہوتی ہے۔

*ابواب کی خاصیات کے متعلّق تنبیہ:۔

ہر باب کی اپنی خاصیت ہوتی ہے۔ اُس کے مطابق ترجمہ اور تشریح کی جائے جیسے کہ بابِ استفعال میں "طلب" کا معنی پایا جاتا ہے مثلاً " اِستنصر ذیدٌ" ذید نے مدد طلب کی۔

*لا بدّ کے اسم کا بیان:۔

"لابدّ" کے اسم پر "مِنْ" ہوتا ہے لہذا اگر یہ مؤخّر ہو تو اِسے اِسی "مِنْ" کے ذریعے پہنچانا جائے اور ترجمہ کیا جائے۔
جیسے کہ : "لا بد للاول من الفعل" "ضروری ہے فعل پہلے کے لیے"۔

*تنبیہ:۔

بعض اوقات استشھاد وغیرہ کے لیے قرآن پاک کی آیت یا کوئ حدیث وغیرہ نقل کی جاتی ہے اُس آیت وغیرہ کے ماقبل کو آیت کے مابعد سے جوڈا جائے۔ گویا کہ وہ آیت وغیرہ جملہ معترضہ کے مرتبے میں ہے۔

جیسے کہ "قوله تعالٰی (ومن قُتلِ مظلوما الخ) فیه بحثان".
اِسے یوں سمجھا جائے "قوله تعالٰی فیه بحثان".

*إنْ متّصلہ کی پہچان کے طریقے:۔

(1) حرفِ عطف یعنی "واو" سے پہلے اگر مرکّبِ ناقص آ جائے تو "واو" کے بعد جو "اِن" ہوگا وہ ناقصہ ہوگا اور اسکا ترجمہ "اگرچہ" کے الفاظ سے کیا جاتا ہے جیسے کہ "الضرب و اِن صدر عن ذید".

(2) اور اگر حرفِ عطف سے پہلے مرکبؔ تامؔ ہو تو دیکھا جائے کہ "اِن" کے بعد ایک جملہ تامّہ ہے یا دو جملے تامّ ہیں؟ اوّل صورت میں وہ اِن متّصلہ ہوگا اور ثانی صورت میں وہ اِن شرطیہ ہوگا۔ اوّل کی مثال "ذید مسیئ و اِن دخل المسجد" ثانی کی مثال "ذید قاتلٌ واِنْ جاء اَضربه".

*فائدہ:۔

معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مناسبت کا ہونا ضروری ہے اِس بات کو مدّنظر رکھا جائے تو کئ عبارتیں حلّ ہو جاتی ہیں مثلاً معطوف علیہ میں اگر فعل ہو تو معطوف میں بھی فعل ہوگا اگر ایک میں فعل امر ہو تو دوسرے میں بھی فعلِ امر ہوگا اِسی طرح اگر ایک میں اسم تفصیل ہو تو دوسرے میں بھی اسم تفضیل ہوگا جیسے کہ "وکان بالغلط اولٰی و أخلق"۔ یہاں اولٰی سے معلوم ہوا کہ "اخلق" بھی اسم تفضیل ہے۔

*فعل میں موجود ضمیرِ فاعل کی تعیین کا
طریقہ:۔
ضمیر کو اُس چیز کی طرف راجع کیا جائے جو خود اصل ہو ،متعلّقات میں سے نہ ہو اور تزکیر و تانیث کا لحاظ رکھا جائے۔ مثلاً "والمنی نجس یجب غسلہ رطبا فاذا جفّ...الخ" یہاں "جفّ" کے اندر فاعل کی ضمیر ہے جسے "نجس" کی طرف نہیں لوٹا سکتے کیونکہ یہ خود خبر ہے "المنی" کی اور "غسلہ" کی طرف بھی نہیں لوٹا سکتے کیونکہ یہ "یجب" کا فاعل ہے اور اِسی طرح "رطبا" کی طرف بھی نہیں لوٹا سکتے کیونکہ یہ حال ہے "غسلہ" کی "ہ" ضمیر سے اب ایک ہی اسم رہ گیا لہذا "تعیّن الکوتک للباذگول" یعنی "المنی"۔ اِسی مثال پر دوسروں کو قیاس کیا جائے۔

*فائدہ:۔
اگر جملہ شرطیہ ہو یا ابتدائیہ ہو تو فھمِ مطلب کے لیے جزا اور خبر کو تلاش کیا جائے۔ متعلّقات سے قطع نظر کرتے ہوئے پہلے شرط اور جزا کو ساتھ ملا کر پڑھا جائے اِسی طرح مبتدا اور خبر کو پھر آخر میں متعلّقات کو پڑھنے سے بجائے خِفا کے ظہور ہوگا۔

*فائدہ:۔
معطوف اگر جملہ ناقصہ ہو مثلاً مرکبِّ اضافی ہو تو اُسے معطوف علیہ میں موجود مبتدا یا فعل سے جوڈا جائے

کیونکہ معطوف اِس صورت میں تامّ ہونے کے لیے معطوف علیہ کا محتاج ہے۔ جیسے کہ "ان الاصل فی اللام العہدُ ثم الاستغراق" ثُمّ کا مابعد خبر ہے "اِنّ" کی جیسے کہ "العہد" اسکی خبر ہے۔

(حرفِ آخر)

اِسی پر اِکتفا کرتا ہوں۔ "خیرالانتباھاتؒ" کو پڑھنے کے بعد اگر اِسے پڑھا جائے تو اِنشاء اللّٰہ بہت نافع ہوگی۔ حضرت مولانا شمشاد صاحب مدّ ظلّہ العالی کے اِرشاد کے ساتھ اختتام کرتا ہوں۔

"جو طالب علم ترجمہ اور عبارت دونوں میں غور کرے گا تو اُسے کچھ حاصل ہوگا، عبارت اور ترجمہ آپس میں لازم ملزوم ہیں"۔

تمّ بحمد اللّٰہ

۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ

بمطابق 22 جون 2021 شام 9:14